کس نے پڑھائی تھی۔ پھر یہ بھی بتایا جائے کہ تحریک پاکستان میں علمائے اسلام بابائے قوم کے دائیں بائیں کھڑے تھے یا نہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ 14 اگست 1947ء کو پاکستان کا اولیں پرچم لہرانے کی سعادت ایک مولوی کے حصے میں آئی تھی یا نہیں؟ بابائے قوم محمد علی جناحؒ نے یہ سعادت اس مولوی کو تبرکاً نہ بخشی تھی بلکہ قیام پاکستان کی جدوجہد میں اس کے زبردست کردار اور اس کی سرکردگی میں لاتعداد علمائے اسلام کی عملی شراکت کا اعتراف تھا۔

اب آپ پوچھیں گے کہ جب یہ ہے تو پھر امہ زوال پذیر کیوں ہے؟ اس کا جواب ایک تو میں پیچھے دے آیا۔ دوسرا یہ ہے کہ اسلام ایک کائناتی اور آفاقی وژن پیش کرتا ہے جبکہ ہم سے خطا یہ ہوئی کہ ہم نے قرآن اور حدیث کی تعلیم کا آفاقی نظریہ چھوڑ کر اسے مختلف فقہی مسالک کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے پڑھنا پڑھانا شروع کر دیا۔ سارا زور اس بات پر دیا جانے لگا کہ مدرسہ جس فقہی فکر کا مقلد ہے، اس کے تتبع میں قرآن پڑھایا جائے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہم نے ایسے لوگ تیار کرنا شروع کر دیئے جن کی فکر افلاکی وکائناتی نہ تھی بلکہ وہ مسالک کی پرپیچ راہوں اور تنگ نظری کی گھاٹیوں میں گم ہو کر رہ گئے ان کی سوچ حجازی نہ رہی۔ ان کی فکر مکی و مدنی نہ رہی اور انتہا یہ ہوئی وہ اپنی حقانیت اور اپنے مسلک کی صداقت کیلئے قرآن وسنت یا حدیث پیغمبرؐ سے سند حاصل کرنے کی بجائے پہلے کوفہ اور پھر دیو بند اور بریلی سے دلیل پکڑنے لگے۔

اسلام کے اتنے برانڈ بن گئے کہ عوام سہم کر رہ گئے کہ اس فقہی تنازعہ میں اسلام کی صورت حقہ کہاں تلاش کریں۔ وہ توانائیاں جو اسلام کی آفاقی تعلیم پر صرف ہو کر انقلابی مسلمان پیدا کرنے والی تھیں، وہ فقہی بحث وجدل میں برباد ہونے لگیں اور قرآن وحدیث کا فکر انگیز اور انقلاب آفریں پہلو نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ستم یہ ہوا کہ یہ باہم متحارب فرقے خود اپنے مسلمان بھائیوں کی تکفیر کرنے لگے۔

اقبالؒ و ابوالکلام آزادؒ نے اسلام کا مطالعہ مسلکی تاریکی میں بیٹھ کر نہیں کیا تھا اس لئے ان کا پیغام آفاقیت سے لبریز ہے۔ لطیفہ یہ ہوا کہ مختلف و باہم متحارب مسالک کے پیروکار اقبال کے اشعار و افکار سے اپنے خطبات کو مزین کرتے اور اپنے مقالات کو مدلل بناتے ہیں حالانکہ وہ روایتی معنے میں کوئی مولوی نہ ہیں۔ اہل حدیث معلمین کسی حد تک اس مشکل سے دوچار نہیں ہوئے کیونکہ وہ مسلکوں سے آزاد ہیں وہ بے شک قرآن وحدیث کی روح معانی تک رسائی پاتے ہیں لیکن ان کی بہت ساری لیاقتیں دیگر فرقوں اور ان کے فقہی مسالک کی تردید و تکذیب میں صرف ہو جاتی ہیں۔ مدارس کے معلمین اور منتظمین کو طریقہ تعلیم کا یہ نقص رفع کرنے کی طرف متوجہ ہونا، واجب ہے، گویا انہیں اپنے عظیم القدر نصاب تعلیم کو آسمانی سپرٹ کے مطابق پڑھانا چاہیے اس نصاب کے مرتب خود اللہ باری تعالیٰ ہیں اور ان کا کوئی فقہی مسلک نہیں ہے۔ اگر عالم اسلام کے سارے علمائے اسلام اور مدرسین یہ کام کر ڈالیں اور اس منزل من اللہ

نصاب کو اپنے فقہی و مسلکی رجحانات و تعصبات کے تحت پڑھانے کی بجائے ان تقاضوں کے تحت پڑھائیں جو اللہ تعالیٰ نے متعین کئے ہیں تو ایک بار پھر دنیا میں اللہ تعالیٰ کی حکومت قائم کر کے خود بخود اپنی عظمت رفتہ پائے گی۔

ہمارے یہ معلمین، بہترین معلمین ہیں یہ نہایت کم مشاہروں پر خدمات سرانجام دیتے ہیں اور صرف قوت لایموت پر گزران کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے یہ مدرسین صرف ونحو میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ عربی گرامر کی باریکیوں کو خوب جانتے ہیں قرآن وحدیث کے اچھے شارح ہیں مگر عربی میں انشاپردازی، مقالہ نویسی اور بول چال میں اتنی مہارت نہیں رکھتے اور مولانا مودودی جیسا مفسرِ قرآن شاہ فیصل مرحوم سے مترجم کے ذریعے ہی گفتگو کر سکا تھا۔ یہ کمی دور کرنا واجب ہے۔ اگر دینی مدارس ایسے نوجوان تیار کر سکیں جو عربی بول چال جانتے ہوں تو حکومت انہیں عالم عرب میں وہاں اپنے سفارت خانوں میں ملازمتیں دے کر ان کے ذریعے وہاں اپنی ساکھ اور تشخص قائم کر سکتی ہے۔

انڈیا عرب دنیا میں اپنے سفارتی مشن میں عربی بولنے والے مسلمانوں کو ضرور رکھتا ہے اور دوہرا فائدہ اٹھاتا ہے اول یہ کہ اپنی مسلم دشمنی عربوں پر ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ دوم یہ کہ ان مسلمانوں کے ذریعے عرب شیوخ کو رام کر لیتا ہے اور ان سے بیش بہا تجارتی مراعات وفوائد حاصل کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دبئی اور کویت کے سونے اور لوہے کے بازاروں پر بھارتیوں کی اجارہ داری ہے جبکہ ہمارے پاکستانی صحراؤں کی تپتی ریت میں سڑکیں بناتے رہتے ہیں۔

میری رائے ہے کہ اسلامی تعلیمی ادارے اپنے طلبہ کیلئے کسی نہ کسی قسم کی شریف دستکاری مثلاً جامہ دوزی، جلد بندی، کلاہ سازی، کمپوزنگ، گھڑی سازی وغیرہ بھی سکھانے کا اہتمام بھی کریں۔ تا کہ جب یہ فارغ التحصیل ہو جائیں تو فوری طور پر اپنی روزی کما سکیں اور اگر مساجد کی خدمت وامامت بھی کریں تو بھی ان کا انحصار کلیتاً ہدیہ مسجد پر نہ رہے۔ وہ جس قدر معاشی طور پر خود کفیل ہوں گے اسی قدر مساجد کے منتظمین کے دباؤ سے آزاد ہوں گے اور ان کی مرضی کے مطابق خطباتِ جمعہ دینے پر مجبور نہ ہونگے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ منتظمین میں سے بعض اپنے آئمہ عظام کو اپنے امام نہیں بلکہ غلام سمجھ لیتے ہیں اور بات بے بات ان کو فارغ کر دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ اگر آئمہ کرام کے پاس کوئی ہنر ہوگا تو وہ ذلیل ہو کر نہ رہیں گے۔ اگر طلبہ مدارس سے سندِ فراغت لینے کے بعد طبیہ کالج لاہور سے فاضل الطب والجراحت کا امتحان پاس کر لیں تو سونے پر سہاگا ہوگا۔ ہمارے اسلاف نے طب اسلامی اور تعلیم اسلامی کو ہمیشہ یکجا رکھا ہے۔

یہ تحریر شاید نامکمل رہے گی اگر یہ الزام نہ دھو دیا جائے کہ اسلامی اداروں کے بانیانِ عظام اور اساتذہ کرام وقت کے نباض نہیں ہوتے اور ان کی نظریں بین الاقوامی حالات اور ان کے تقاضوں پر نہیں ہوتیں۔ ہمارے اکابرین ہمیشہ سے دور بین تھے اور اب بھی علمائے اسلام کا ہاتھ وقت کی نبض پر ہے اور انہوں نے مستقبل کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے انگریزی اور جدید سائنسز کی تعلیم اپنے مدارس میں متعارف کرا دیئے ہیں۔

رہا میدانِ سیاست تو علمائے اسلام نے اسے بھی خالی نہیں چھوڑا ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب سینٹ میں اسلام کی تیغ بے نیام ہیں۔ سو ہمارے علماء زمانے کی چالوں کو سمجھتے ہیں۔ وہ وقت کے ساتھ قدم ملا کر چل رہے ہیں اور انہوں نے اپنے نصاب میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ضروری اضافے کر لئے ہیں۔ کاش وہ ہماری تجویز کو مان جائیں اور قرآن وصحاحِ ستہ کی تعلیم وتدریس مسلکی جھمیلوں سے بالاتر ہو کر اس نور کی روشنی میں دیں جو اس کتابِ مبین کے ساتھ آسمان سے اترا تھا۔ معلمین و مدرسین، بحکم قرآن اس امر کے پابند ہیں کہ تعلیم القرآن قرآن کے اس بیان کی روشنی میں دیں جسے خود اللہ تعالیٰ نے اسی قرآن میں ''بیانہ'' فرمایا ہے۔ اب فرقہ واریت کی نہایت ہی مکروہ صورتیں سامنے آنے لگی ہیں کہ بچے سکولوں میں داخلہ فارم پُر کر کے لاتے ہیں تو مذہب کے خانہ میں اسلام کی جگہ مسلک کا نام لکھا ہوتا ہے۔ ایک لمحہ کو رک جایئے۔ غور کیجئے! جواب دیجئے۔ قبر میں۔ ''تیرا دین کیا ہے؟ پوچھا جائے گا تو علمائے اسلام جواب دیں کہ اس کا جواب کیا ہونا چاہیے؟ اسلام یا کوئی مسلک حق؟

یہ کام ان مدرسین ومعلمین اور علماء نے کیا ہے جو مسالک کے گورکھ دھندے میں پھنسے ہیں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے حجازِ مقدس سے آنے والی نسیم جانفزا پر کوفہ، نجف، دیوبند، سہارنپور اور رائے بریلی کی عجمی و ہندی ہوا کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ اقبال نے نغمہ ہندی کو حجازی لے میں گایا ہے۔ اگر وہ قرآن وصحاحِ ستہ کی تعلیم ''بیانہ'' کے تحت آفاقی وکائناتی رنگ میں دیں گے تو ان کے مدارس صفہ ودارِارقم کے مدارس نبویہؐ کی تصویر بن جائیں گے جہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبا خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کی تصویریں ہوں گے۔ جو اسلام کو روئے زمین پر غالب کر دیں گے اور انگریزی تہذیب کی ماری اور ستائی ہوئی انسانیت اسلام کے سایہ رحمت میں سکھ کا سانس لے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حدیث رسول ﷺ پر عمل کرنا واجب اور انکار کفر ہے

مفتی اعظم سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ

جملہ تعریفات اللہ رب العالمین کیلئے اور بہتر انجام متقین کیلئے ہے اور درود وسلام کے لائق اللہ کے بندے، رسول، رحمۃ للعالمین اور ہمارے پیارے نبی محمد رسول ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے وہ پیارے ساتھی ہیں جنہوں نے اللہ رب العزت کی کلام اور رسول اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ کو انتہائی امانت، مضبوطی اور تمام تر معانی والفاظ کی حفاظت کے ساتھ آئندہ نسل تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی اور وہ اپنے مالک سے راضی ہوئے اور اللہ کریم کا شکر ہے کہ ہمیں عمدہ اور بہتر طریقہ سے انکا پیروکار بنایا۔

امابعد! قدیم اور جدید زمانہ سے ہی علماء عظام کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ احکام کے اثبات اور حلال وحرام کی وضاحت کیلئے جن بنیادی اصول وضوابط پر اعتماد کیا جاتا ہے وہ دو ہیں۔

۱۔ کتاب اللہ جس میں کسی جانب سے بھی باطل دخل اندازی نہیں کرسکتا۔

۲۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی سنت جو کہ وحی الٰہی کی دوسری قسم ہے۔

مذکورہ ادلہ وضوابط پر بے شمار اور مشہور ترین دلائل موجود ہیں۔

اصل اول، اللہ عزوجل کی بابرکت کتاب۔

اللہ جل شانہٗ کی کلام میں مختلف جگہ پر اس کتاب پر عمل واجب قرار دیا گیا ہے اور اسے مضبوطی سے پکڑنا اور اس کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرنے کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

۱۔ ﴿اتبعوا ما أنزل اليكم من ربكم و لا تتبعوا من دونه أولياء قليلًا ما تذكرون﴾ [الاعراف:۳] ''پیروی کرو اس چیز کی جو تمہاری طرف نازل کی گئی (یعنی قرآن وحدیث) اور اللہ کے علاوہ دوسرے لوگوں کی پیروی نہ کرو تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔''

۲۔ ﴿هذا كتاب أنزلنه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون﴾ [الانعام:۱۰۰]

''اور یہ قرآن برکت والی کتاب ہے ہم نے اس کو نازل فرمایا ہے پس تم اس کی پیروی کرو اور اس کی

مخالفت سے بچو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔"

۳۔ ﴿قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین یھدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام یخرجهم من الظلمات الی النور باذنه و یهدیهم الی صراط مستقیم﴾ [المائدہ:۱۶] "تحقیق تمہارے پاس دین اسلام کی روشنی اور کھول کھول کر بیان کرنے والی کتاب آئی، اللہ تعالیٰ اس کتاب کی مدد سے ان لوگوں کو جو اس کی مرضی پر چلتے ہیں سلامتی کے راستے پر چلاتے ہیں اور ان کو اپنے حکم سے کفر کے اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی عطا فرماتے ہیں اور سیدھے راستے کی رہنمائی فرماتے ہیں۔"

۴۔ ﴿ان الذین کفروا بالذکر لما جاء هم و انه لکتاب عزیز لا یأتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید﴾ [حم السجدہ:۴۱،۴۲] "بیشک وہ لوگ جب ان کے پاس قرآن پہنچا تو تسلیم نہیں کیا (وہ اپنی سزا پالیں گے) اور بلاشبہ وہ عزت والی کتاب ہے اور تحقیق یہ ایسی کتاب ہے جس میں سامنے (ظاہراً) یا پیچھے (پوشیدہ) سے باطل داخل نہیں ہو سکتا نازل کی گئی ہے حکمت والے اور تعریف کیے گئے کی طرف سے۔"

۵۔ ﴿و أوحیی الی هذا القرآن لأ نذر کم به و من بلغ﴾ [الانعام:۱۹] "اور میری طرف یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ میں تم کو اور تمام لوگوں کو جن کے پاس یہ قرآن پہنچے ڈراؤں۔"

۶۔ ﴿هذا بلاغ للناس و لینذر و ابه﴾ [ابراہیم:۵۲] "یہ قرآن پہنچا دینا ہے لوگوں کو اور تاکہ وہ اس کے ساتھ ڈرائے جائیں۔"

علاوہ ازیں اس موضوع کی دیگر آیات بھی موجود ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحیح فرامین بھی دلالت کرتے ہیں کہ قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑا جائے پھر ایسا آدمی ہدایت سے سرفراز سمجھا جائے گا، جبکہ تارک قرآن گمراہ متصور ہوگا۔

پیغمبر دو جہاں ﷺ کے ارشادات کچھ اس طرح سے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے مشہور خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا: (انی تارک فیکم مالن تضلوا ان اعتصمتم به کتاب الله) [صحیح مسلم] "بے شک میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم مضبوطی سے اسے پکڑ لو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ کتاب اللہ ہے۔" (عن زید بن أرقم رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ انی تارک فیکم ثقلین اولهما کتاب الله فیه الهدی والنور فخذوا بکتاب الله و تمسکوا به و أهل بیتی أذکر کم